حدیثِ بخاری

"جس نے تم سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا تو اس نے جھوٹ کہا" کی وضاحتی تحریر

بنام

أنوارِ عرفان

در بیانِ

رُؤیتِ رَحمان

کیا نبی کریم ﷺ نے اللہ کو دیکھا ہے؟

از: ابوتراب مفتی محمد عرفان مدنی

ناشر: الفلاح پبلشرز

حدیث بخاری: ''جس نے تم سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے
رب کو دیکھا تو اس نے جھوٹ کہا'' کی وضاحتی تحریر

بنام

اَنوارِ عِرفان

دربیانِ رُؤیتِ رَحمان

کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اللہ کو دیکھا ہے؟

اَز:

ابوتراب مفتی **محمد عرفان مدنی** اطال اللہ عمرہ

کتاب کا نام: انوارِ عرفان در بیان رؤیتِ رحمان

مؤلف: ابو تراب مفتی محمد عرفان مدنی

ناشر: الفلاح پبلشرز

سن اشاعت: رجب المرجب 1441ھ بمطابق مارچ 2020

تعداد: 500

......ملنے کا پتہ......

☆......محمدی مسجد کاغذی بازار میٹھادر کراچی

رابطہ نمبر: 0322-2832270
0316-2616592

برائے ایصال ثواب:
شیخ صادق (مرحوم)

بتعاون:۔ شیخ تنویر
شیخ نوید
سید عبد القادر

فہرست

نمبر شمار		صفحہ
1	تقریظ	4
2	تقریظ	6
3	ابتدائیہ	11
4	دیدار الٰہی کی نفی پر پیش کی جانے والی حدیث	13
5	یہ حدیث رسول ﷺ نہیں ہے	15
6	قول رسول قول عائشہؓ سے بڑا ہے	16
7	احادیثِ مرفوعہ سے دیدارِ الٰہی کا ثبوت	17
8	نورانی اراہ کی تحقیق	19
9	صحابہ کرام علیہم الرضوان کا موقف	21
10	حضرتِ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا موقف	21
11	حضرتِ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا موقف مضبوط کیوں	24
12	اقوالِ صحابہ وتابعین وائمہ سے رؤیت باری کا ثبوت	26
13	سید عائشہؓ کا قول یہاں دلیل کیوں نہیں بن سکتا	27
14	دیدار الٰہی پر علماء کا اجماع	28
15	سید عائشہؓ کا استدلال	28
16	ام المؤمنینؓ کی پہلی دلیل پر کلام	29
17	ام المؤمنینؓ کی دوسری دلیل پر کلام	33
18	جو تم سے کہے محمد ﷺ آنے والے کل کے بارے میں جانتے ہیں اس نے تم سے جھوٹ کہا	35

فہرست

نمبر شمار		صفحہ
19	احادیثِ مرفوعہ سے نبی کریم ﷺ کے علم ما کان وما یکون کا ثبوت	35
20	سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا استدلال	38
21	آیاتِ قرآنیہ سے نبی کریم ﷺ کے علم ما کان وما یکون کا ثبوت	39

تقریظ

(شیخ الحدیث والتفسیر،جامع المعقول والمنقول،استاذ العلماء،

حضرتِ علامہ مولانا فضل رسول رضوی صاحب دام ظلہ علینا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین

وعلی الہ وصحبہ اجمعین

کلمہ طیبہ پر ایمان لائے بغیر کوئی شخص مسلمان اور مومن نہیں کہلا سکتا، ہم کلمہ طیبہ کا پہلا جز "لا الہ الا اللہ" پڑھتے ہیں اور دل سے ایمان رکھتے ہوئے اس بات کا برملا اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، یہ ہر مسلمان کا دعوی ہے، اس میں ایک نفی ہے، اور ایک اثبات، اللہ کے سواء تمام موجودات میں سے ہر ہر موجود سے شانِ الوہیت کی نفی ہے وہ دلیل کے بغیر دعوی کو تسلیم نہیں کرتا، اس دعوی پر نقلی و عقلی بے شمار دلائل پیش کئے جاتے ہیں، اور پیش کئے جا سکتے ہیں۔

مگر انسان کی فطرت تو تقاضا کرتی ہے کہ کوئی ذات "علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین" کے کامل ترین مرتبہ پر فائز ہو کر بتائے کہ تمام موجودات میں سے ایک موجودِ حقیقی واجب الوجود اللہ تعالی کی ذات ہی معبود برحقیقی کی صفت سے متصف ہے اور کسی موجود میں یہ وصف نہیں اور یہ بات واضح ہے کہ یہ بات وہی بیان کر سکتا ہے جسے تمام موجودات کا بھی علم ہو اور واجب الوجود کی بھی معرفتِ کاملہ ہو اور وہ مخلوق کو بتائے کہ میں نے تمام موجود کو بھی دیکھا اور خالق کائنات کو بھی دیکھا۔

معبود برحق کی شان سے صرف ایک ہی ذات متصف ہے اور وہ ذات ہے، اللہ تعالی کی ذات...... انبیاء کرام اور رسل عظام علیہم السلام کو اللہ تعالی نے ان کی شان کے مطابق علم و معرفت

سے نوازا اور ہمارے آقا و مولا سید الانبیاء صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اللہ تعالی نے جمیع مخلوقات اور مـــا کـــان ومـــا یـــکـــون کے علم سے مشرف فرمایا اور بلا حجاب اپنے دیدار سے بھی مشرف فرمایا تا کہ مخلوق میں ایک ایسی شخصیت بھی ہو جو عالمِ کائنات میں علم و عرفان کے سب سے اعلی مرتبہ پر فائز ہو کر تمام مخلوق تک یہ دعوی پہنچائے اور "حق الیقین" کے ساتھ فرمائے، الا الہ الا اللہ......اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں۔

ان چند سطور سے واضح ہوتا ہے کہ اہل سنت و جماعت کا یہ نظریہ کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے شبِ معراج اپنے رب تعالی کا سر کی آنکھوں سے دیدار کیا ہے، یہ نظریہ نہ صرف نقلی دلائل سے مزین ہے بلکہ عقلی و فطری تقاضوں کے عین مطابق ہے، چونکہ منکرین کا ایک قلیل گروہ جمہور کے خلاف اس نظریہ کو باطل ثابت کرنے کے لئے سیدہ اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ تعالی عنہما کی ایک روایت، صحیح بخاری کے حوالہ سے پیش کرتا ہے، جس سے عوام الناس کے عقائد میں اضطراب پیدا ہوتا ہے، لہذا اس امر کی ضرورت تھی کہ اس حدیثِ پاک کی وضاحت کر کے پیدا ہونے والے شکوک و اوہام کو دور کیا جائے۔

مجاہد اہل سنت، حضرت علامہ مولانا محمد عرفان مدنی صاحب زید مجدہ جو شب و روز خدمتِ دین متین میں مصروفِ عمل رہنے کو اعزاز جانتے ہیں، انہوں نے اس مسئلہ پر قلم اٹھایا اور کامل رَبط وضبط کے ساتھ عام فہم انداز میں، پہلے غرضِ تالیف کو بیان کیا اور مکمل حوالاجات کے ساتھ واضح کیا کہ اس مسئلہ میں ارشادِ نبوی کیا ہے اور جمہور صحابہ اور امت کے جمہور فقہاء و محدثین و مفسرین کا نظریہ کیا ہے، نیز اس مسئلہ میں پیدا ہونے والے شبہات کا عام فہم انداز میں ازالہ کیا، اس مسئلہ پر یہ ایک مفید علمی و اصلاحی کاوش ہے، دعا ہے، اللہ تعالی بطفیل محبوب کریم عـلیـه الـصـلـوہ و التسلیم مؤلف زیدہ مجدہ کو مزید ہمت و استقامت کے ساتھ خدمتِ دین متین میں مصروفِ عمل رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین یارب العالمین بجاہ حرمۃ سید المرسلین علیه الصلوہ و التسلیم

محتاج دعا: ابوالحسنین محمد فضل رسول رضوی

بروز پیر 6 رجب المرجب 1441ھ بمطابق 2 مارچ 2020

تقریظ

اُستاذُ العُلَمَاء، زِینتُ الفُقَهَاء، یادگارِ اسلاف، حضرتِ علامہ

مولانا مفتی عطاء الله نعیمی دَامَ ظِلُّهُ عَلَيْنَا

(رئیس دارالافتاء النور، نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر کراچی پاکستان)

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلي ونسلم على رسوله الكريم اما بعد

اللہ تعالی نے بنی نوع انسان کی تخلیق، خاص مقاصد کے لئے فرمائی اور اسے شعور کی دولت سے مالا مال فرما کر مختار کیا، بلاشبہ اللہ تعالی کی مخلوق کی انواع و اقسام تو لاتعداد ہے، لیکن انسان کو اشرف المخلوقات کے شرف سے نوازا ...... قرآن مجید، فرقان حمید میں رب تعالی نے تخلیق اِنس و جن کا مقصد اپنی عبادت فرمایا: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۔ ترجمہ: اور میں نے جن اور آدمی اتنے ہی اسی لئے بنائے کہ میری بندگی کریں (کنزالایمان)

جبکہ تمام عالم کی تخلیق کے لئے حدیثِ قدسی میں ارشادِ باری تعالی ملتا ہے: لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاک ...... اے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم اگر آپ نہ ہوتے تو میں یہ کائنات ہی نہ بناتا، بے شمار مخلوقات کی ترتیبِ تخلیق پر غور کریں تو پیارے آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان ملتا ہے: اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِی ...... کہ اللہ تعالی نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا ہے، لیکن پھر کس کس کو کب کب پیدا فرمایا؟ اور کس کس مخلوق کی تخلیق کے کیا کیا مقاصد ہیں؟ انسان ان ہی خیالات کے سمندر میں غور و فکر کے غوطہ لگاتا رہتا ہے، اور بالآخر عاجز ہو جاتا ہے اور زبانِ حال سے گویا یوں کہتا ہے ...... سُبْحَانَکَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا .. پاکی ہے تجھے ہمیں اتنا ہی علم ہے جتنا تو نے ہمیں دیا۔

بہر حال رب سبحانہ وتعالیٰ کی ذات ہی پاک ہے، اس کی قدرت بھی پاک ہے، اور اس کی پیدا کردہ ہر ہر شے میں اس کے جلوے عیاں ہیں۔

تو کسی جا نہیں اور ہر جا ہے تو　　تو مُنزَّہ مکاں سے مُبرَّا زِ سُو
علم وقدرت سے ہر جا ہے تو کُو بکُو　　تیرے جلوے ہیں ہر ہر جگہ اے عَفُو

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰهَ غَیْرُکَ...... اللہ تعالیٰ صمد یعنی بے نیاز ہے، جسے جو چاہے عطا فرمائے جس سے جو چاہے روک لے، ہماری جان، ہمارا مال، یہاں تک کہ ہمارا ایمان بھی اسی کی مرہونِ منّت ہے، جسے چاہتا ہے، نیک بخت فرماتا ہے، جسے نہ چاہے اس کے بخت نہیں جاگ سکتے، سعادت وشقاوت بھی اسی کے دستِ قدرت ہے، اپنے بندوں میں جس کے لئے چاہے بلند مراتب مقدر فرما دیتا ہے، اور کسی کو طلب پر بھی نہ دے، یہ اسی کی قدرت کو سزاوار ہے۔

انبیاءِ کرام علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام، اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سب سے زیادہ برگزیدہ بندے ہیں اور بلا شبہ ان میں سب سے بڑھ کر رتبہ ہمارے پیارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ہے، آپ ہی کے لئے تخلیقِ عالم فرمائی، آپ ہی کے لئے بزمِ دنیا سجائی اور آپ ہی کو نوشۂ بزمِ جنت بھی بنایا ہے، چونکہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اَفضل الانبیاء ہیں اسی لئے آپ تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام کو ملنے والے فضائل وکمالات اور معجزات کے جامع ہیں، مردوں کو جلانا، کوڑھی کو شفاء دینا، ید بیضا، پیکرِ حسن، جانوروں سے کلام، درختوں کو حکم فرمانا، پتھروں سے کلام کروالینا، غرض جو جو کمالات گذشتہ انبیاءِ کرام علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو فرداً فرداً ملے وہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ایک ساتھ عطا فرما دیئے گے، مولانا عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا:

حسن یوسف، دم عیسیٰ، ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

یعنی یوسف علیہ السلام کو حسن کا معجزہ عطا فرمایا گیا، اور عیسیٰ علیہ السلام کو مردہ جان میں روح ڈالنے کا معجزہ عطا ہوا، موسیٰ علیہ السلام کے دستِ مبارک کو روشن اور تابناک کرنے کا معجزہ عطا کیا گیا، لیکن جو جو معجزے انبیاءِ کرام علیہم السلام کو الگ الگ ملے تھے رب تعالیٰ نے ان تمام معجزوں کو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذاتِ پاک میں تنہا مجتمع فرمادیا ہے، معراج پیارے آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ایسا معجزہ ہے جو اس سے قبل کسی نبی علیہ السلام کو عطا نہیں فرمایا گیا، حضرتِ موسیٰ علیہ السلام حالانکہ اللہ تعالیٰ سے کلام کا شرف رکھتے ہیں، لیکن باوجود آپ علیہ السلام کی خواہش کے، رب تعالیٰ نے انہیں اپنے دیدار کا شرف عطا نہ فرمایا، حضرتِ موسیٰ علیہ السلام نے عرض: رَبِّ اَرِنِیٓ اَنۡظُرۡ اِلَیۡکَ...... اے رب مجھے اپنا دیدار کرا، کہ میں تجھے دیکھوں...... فرمایا گیا: لَنۡ تَرَانِی: تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا، اور ہمارے آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو خود جاگتے میں سر کی آنکھوں سے اپنی دید سے مشرف فرما کر صمدیت کا اظہار کردیا، وہاں فرمایا کہ آپ دیکھ نہ سکیں گے، یہاں فرمایا: **اُدۡنُ یَا اَحۡمَد اُدۡنُ یَا مُحَمَّد** قریب آ اے احمد قریب آ اے محمد......

تبارك الله شان تیری تجھ ہی کو زیبا ہے بے نیازی
کہیں تو وہ جوش **لَنۡ تَرَانِی** کہیں تقاضے وصال کے تھے
بڑھ اے محمد، قریں ہو احمد، قریب آ سرور مُمَجَّد
نثار جاؤں یہ کیا نداء تھی یہ کیا سماں تھا یہ کیا مزے تھے

شیطان ہمیشہ سے انبیاءِ کرام علیہم السلام کا دشمن رہا ہے، اور ان کی عظیم شانوں میں گستاخی کی کوشش میں لگا رہتا ہے، اور ساتھ اپنے جن و انس میں موجود پیروکاروں کو اسی مشن پر کاربند کیے

ہوئے ہے، حضرتِ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کی بات ہو تو اس کی گستاخی اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ کہتا ہے: اَنَا خَیۡرٌ مِّنۡهُ خَلَقۡتَنِیۡ مِنۡ نَّارٍ وَّ خَلَقۡتَهٗ مِنۡ طِیۡنٍ...... میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے پیدا کیا......

اور جب انہیں جنت کی نعمتیں حاصل ہوں تو وسوسہ دلا کر کبھی اپنے چیلوں کے ذریعے موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا انکار کروا کر اپنی عداوت کی آگ کو بھڑکاتا ہے، تو کبھی اپنے متبعین کو عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا بنا کر پیش کرتا ہے اور شرک کی راہ پر گامزن کر دیتا ہے یوں جب افضل الرسل سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر ایمان لانے کی بات ہو تو ابوجہل جیسے اپنے پیروکاروں کو یہ سکھاتا ہے کہ انہیں کاہن جادوگر قرار دے دو، یہ چاند کے ٹکڑے کر دیں تو کہہ دو یہ سحر ہے، کنکریاں کلمہ پڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نبوت کی گواہی دیں تو اسے بھی جادو قرار دے دو اور جب معراج کا دعویٰ فرمائیں تو اس سے بھی انکار کر دو کہ رات کے ایک حصہ میں یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے، لیکن جن کی قسمت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان لکھا ہو وہ جادوگر ہوتے ہوئے بھی فرعون کے قہر سے نہیں ڈرتے اور کہہ دیتے ہیں، اٰمَنَّا بِرَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ہم ایمان لائے جہان کے رب پر...... رَبِّ مُوۡسٰی وَ هٰرُوۡنَ...... جو رب ہے موسیٰ اور ہارون کا...... اور جب مقدر میں بدبختی لکھ دی گئی ہو تو اپنی قوم کے سردار ہوتے ہوئے بھی ایمان لانے سے ڈرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ لوگ کیا کہیں گے کہ میں موت کے ڈر سے ایمان لے آیا، الامان الحفیظ۔

معراج النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم بلاشبہ ایک ایسا موضوع ہے جسے آج ہی نہیں بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے معراج فرمانے کے آئندہ روز بھی منافقین نے جھٹلایا تھا آج بھی ایسے شر پسند لوگ ہیں جو بات تو قرآن و حدیث کی کرتے ہیں لیکن صریح اور صحیح احادیث میں معراج کے ذکر موجود ہونے کے باوجود اس سے انکاری ہیں اس موضوع میں مجتہد صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اپنے مؤقف

ہیں، زیرِ نظر کتاب **"انوارِ عرفان در بیانِ رؤیتِ رحمان"** مولفہ عزیزم مولانا ابوتراب محمد عرفان مدنی صاحب زِیدَ مجدہ کی بہت اچھی کاوش ہے، اس میں انہوں نے اسی زاویے سے معراج النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ذکر کیا ہے کہ مجتہد صحابہ کرام علیہم الرضوان کے مؤقف کو دلیل بنا کر مرفوع احادیث کو معاذ اللہ پس پشت ڈالنے والے درحقیقت کتمانِ علم (یعنی جانکاری کی باتوں کو چھپانے) کا ارتکاب کر رہے ہیں، جو کہ حرام ہے، فقیر نے موصوف کی کتاب کو چند مقامات سے دیکھا، ماشاء اللہ بہت اچھی کاوش کی ہے، اور بہت محنت سے دلائل جمع کر کے موضوع کے ساتھ انصاف کرنے کی پوری پوری کوشش کی ہے، اللہ تعالی ان کے قلم میں مزید برکتیں عطا فرمائے، ان کے علم وعمل، رزق وصحت میں، ایمان وعافیت میں، اللہ تعالی خوب ترقیاں دے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم

محمد عطاء اللہ نعیمی

خادمُ الحدیث والافتاء، دارالافتاء النور

جمعیۃ اشاعۃ اہل السنۃ کراچی پاکستان

بروز جمعہ 10 رجب المرجب 1441ھ بمطابق 7 مارچ 2020ء

﴿......ابتدائیہ......﴾

اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اَن گنت معجزات وکمالات سے نوازا، ان معجزات وکمالات میں "معجزۂ معراج" یقیناً سب سے زیادہ ممتاز وخاص ہے، اس لئے کہ احادیثِ صحیحہ کے مطابق، شبِ معراج نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے سر کی آنکھوں سے اللہ تبارک وتعالیٰ کا دیدار کیا، عہدِ رسالتِ مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے آج تک باجودِ اِختلافِ صحابہ، مسلمانوں کی اکثریت اسی نظریہ کی حامل رہی، اِسی لئے، شارح صحیح مسلم، امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح صحیح مسلم میں "شبِ معراج رؤیتِ باری" کے درست ہونے پر اجماع کی تصریح فرمائی ہے، چنانچہ آپ نے فرمایا: ان الراجح عنداکثرالعلماء ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم رای ربہ بعینی راسہ لیلۃ الاسراء ...... یعنی: یقیناً اکثر علماء کے نزدیک راجح یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے شبِ معراج اپنے سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا۔

(شرح النووی علی المسلم، جزء3ص5مکتبة الشاملة)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے شبِ معراج دیدارِ باری تعالیٰ پر دلائل وبراہین کی موجودگی سے قطع نظراً گر صرف اِجماعِ مسلمین پر ہی نظر کی جائے، تو ثبوتِ رؤیت میں یہ بھی کافی ہے، وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت کا کسی دینی مسئلہ میں متفق ہوجانا، اس کے حق ہونے کی دلیل ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لَایَجْمَعُ اللّٰہُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃَ عَلَی الضَّلا لَۃِ اَبَداً...... اللہ تعالیٰ اس امت کو کبھی بھی گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا......

(المستدرك علی الصحیحین ، جزء1 ص199 مکتبہ شاملہ)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اَحادیثِ صحیحہ واَقوال ائمہ ومشائخ کے علاوہ اجماعِ امت بھی، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے شبِ معراج دیدارِ الٰہی پر شاہد ہے......لیکن فی زمانہ ایک گروہ شدت کے ساتھ

نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے شبِ معراج رؤیتِ باری کا انکار کرتے ہوئے، بطورِ دلیل بخاری شریف کی وہ روایت پیش کرتا ہے، جس میں اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا "جس نے تم سے یہ کہا کہ محمد صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا تو تحقیق اس نے جھوٹ کہا"

ماہِ رَجب المرجب میں تقریباً ہر سال، بخاری شریف کی یہ روایت، بغیر وضاحتِ صحیحہ کے، تقاریر و تحاریر اور سوشل میڈیا پر پوسٹ کی صورت میں گردش کرتی دکھائی دیتی ہے، جسے سن یا پڑھ کر عامۃ المسلمین مبتلائے تردد اور وَساوسِ کثیرہ کا شکار دکھائی دیتے ہیں...... چونکہ عوام و خواص کی تعدادِ عظیمہ "نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے لئے شبِ معراج دیدارِ الٰہی کی قائل ہے" لہٰذا وہ مسلمانوں کے معروف و مشہور نظریہ کے مدمقابل، بغیر توضیح و تشریح کے روایتِ بخاری پڑھ یا سن کر مضطرب و بے قرار ہو جاتے ہیں۔

مخالفین کی جانب سے مسلمانوں میں پھیلائے ہوئے اِضطراب و انتشار کے سدِّ باب کے لئے راقم الحروف کئی بار روایتِ بخاری کی توضیح و تشریح کا سوچتا رہا لیکن کسی نہ کسی مصروفیت کے باعث اس عظیم کارِ خیر سے محروم رہا، بالآخر، جمادی الثانی، 1441 ھجری میں "فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ" پر عمل کرتے ہوئے دوبارہ آغازِ شرح کیا اور اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے جمادی الثانی میں ہی روایتِ بخاری کی توضیح تشریح کی تکمیل کرنے کی سعادت حاصل کی، اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ رب العزت اسے عوام و خواص کے لئے نافع عظیم بنائے اور اس ادنی کاوش کے وسیلے سے میری، اور میرے والدین و اساتذہ و مرشد کی بخشش فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم

ابو تراب محمد عرفان مدنی

﴿دیدارِ الٰہی کی نفی پر پیش کی جانے والی حدیثِ بخاری﴾

عَنْ مَسْروق قال...... قلتُ لِعَائشة رضی اللہ عنہا یاامتاہ...... ھل رأی محمد ربہ ؟......فقال لقد قف شعری مما قلت این انت من ثلاث من حدثکھن فقد کذب...... من حدثک ان محمدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم رأی ربہ فقد کذب......ثم قرأت(لاتدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر)......(وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ وحیا او من ورائی حجاب)......ومن حدثک انہ یعلم مافی غدفقد کذب...... ثم قرأت(وما تدری نفس ماذا تکسب غدا)لقمان)......ومن حدثک انہ کتم فقد کذب...... ثم قرأت(یاایھاالرسول بلغ ماانزل الیک من ربک)......ولکنہ جبریل علیہ السلام فی صورتہ مرتین

یعنی: سیدنا مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا کہ امی جان کیا سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ انہوں نے فرمایا اس بات سے تو میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے جو تم نے کہی ہے **"اگر کوئی تم سے ان تین باتوں میں سے کچھ کہے تو اس نے جھوٹ بولا"**

[1] جو تمہیں کہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم **نے اپنے رب کو دیکھا تو تحقیق اس نے جھوٹ بولا:**

پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی (لَاتُدْرِکُهُ الْاَبْصَار وَهُوَيُدْرِکُ الْاَبْصَارَ وَهُوَاللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ [آنکھیں اس کا احاطہ نہیں کرسکتیں اور سب آنکھیں اسی کے احاطے میں ہے، وہی ہے پورا باطن پورا خبردار])......[انعام:103]......(وَمَا کَانَ لِبَشَرٍ اَن یُّکَلِّمَهُ اللّٰهُ وَحيًا اَوْ مِن وَّرَاء

حِجَاب[کسی بشر کی یہ شان نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے کلام فرمائے مگر یہ کہ وحی کے ذریعے یا پردۂ عظمت کے پیچھے سے])[شوری:51]

[2]اور جو تم سے یہ کہے کہ وہ کل کی بات جانتے ہیں، تو اس نے جھوٹ کہا:

پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی (وَمَا تَدْرِیْ نَفْس مَاذَا تَکْسِبُ غَدا[اور کوئی جان نہیں جانتی کل کیا کمائے گی])[لقمان:34]

[3]اور جو تمہیں یہ کہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کوئی بات چھپائی تو اس نے جھوٹ بولا:

پھر آپ نے یہ آیت پڑھی (یَاۤاَیُّھَاالرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَااُنْزِلَ اِلَیْکَ مِن رَّبِکَ[یعنی اے رسول جو کچھ آپ پر آپ کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا اسے پہنچا دیجئے)[المائدہ:67] بات دراصل یوں ہے کہ آپ نے حضرت جبریل امین علیہ السلام کو دو دفعہ اپنی اصل شکل وصورت میں دیکھا۔

(صحیح بخاری، کتاب التفسیر،حدیث 4855)

توضیح وتشریح:۔

اِمام اَبوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایتِ مذکورہ کو "اَصَحُّ الْکُتُبِ بَعْدَ کِتَابِ اللّٰہ" سے ملقب......حدیث کی صحیح ترین کتاب "صحیح بخاری، کتاب التفسیر" میں ذکر کیا ہے، چونکہ صحیح بخاری، صحیح کتبِ حدیث ہی کا مجموعہ ہے، لہذا ذکر کردہ روایت کی صحت میں شک کی کوئی گنجائش نہیں، البتہ روایتِ ھذا کا متن متقاضی توضیح وتشریح ہے، اس لئے کہ ایک گروہ اس روایت کو "**شبِ معراج نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دیدارِ الٰہی کے انکار اور علم غیب کی نفی**" پر دلیل بناتا ہے، جبکہ کثیر صحابہ وائمہ ومشائخ اِسلام کا متفقہ عقیدہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی

کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو شبِ معراج جاگتی آنکھوں سے اپنا دیدار کروایا، اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ کی عطا سے صفتِ "علم مَاکَان وَمَایکُوْن" سے بھی متصف ہیں..... ماہِ رجب المرجب میں تقریباً ہر سال منبر ومیڈیا و سوشل میڈیا پر یہ روایت گردش کرتی نظر آتی ہے، جسے سن یا پڑھ کر عوام تشویش و وساوسِ شدیدہ کا شکار دکھائی دیتی ہے، لہٰذا راقم الحروف نے مناسب سمجھا کہ عوام کی تشویش و وساوس کے سدِ باب کے لئے روایتِ بخاری میں موجود "نفی رؤیت و انکارِ علم مستقبل" کی اقوالِ صحابہ و ائمہ سے وضاحت کی جائے..... مذکورہ روایت میں تین باتوں کے کہنے کو جھوٹ قرار دیا گیا ہے، ان تین میں سے مؤخر الذکر بات پر کوئی کلام نہیں، جبکہ پہلی دو باتیں محلِ نظر ہیں، اس کتابچہ میں فقط پہلی دو باتوں پر ہی کلام کیا جائے گا، چنانچہ اُمُّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پہلی بات یہ بیان فرمائی:

[1] مَنْ حَدَّثَکَ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ رَأٰی رَبَّهٗ فَقَدْ کَذِبَ

یعنی: "جو تمہیں کہے کہ محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا تو تحقیق اس نے جھوٹ بولا"

☆...... یہ حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نہیں ہے:۔

اَوَّلاً یہ یاد رکھئے کہ مذکورہ جملہ، حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا حصہ نہیں، بلکہ دراصل یہ اُمُّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ذاتی مؤقف ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ نے اِسے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی جانب منسوب نہیں کیا، نہ ہی اس حوالے سے بطورِ دلیل رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا کوئی قول ذکر کیا، اگر آپ کے پاس اس موضوع پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا کوئی قول ہوتا تو یقیناً آپ اسے ضرور ذکر فرماتیں، لیکن چونکہ آپ کے پاس اس حوالے سے کوئی حدیث نہیں تھی، لہٰذا آپ نے اپنی اجتہادی صلاحیت کو بروئے کار لاتے ہوئے قرآنی آیات سے اجتہاد و استنباط پر بھروسہ کیا، چنانچہ

شارح بخاری، حضرتِ علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

وَقَالَ النَّوَوِیُّ لَمْ تَنْفِ عَائِشَۃُ الرُّؤْیَۃَ بِحَدِیْثٍ مَرْفُوْعٍ وَلَوْکَانَ مَعَھَا فِیْ حَدِیْثٍ لَذَکَرَتْہُ وَاِنَّمَا اعْتَمَدَتِ الْاِسْتِنْبَاطَ عَلٰی مَا ذَکَرَتْ مِنْ ظَاھِرِ الآیَۃ

یعنی: شارح صحیح مسلم، اِمام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: اُمُّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کسی بھی حدیثِ مرفوع کے ساتھ [نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے دیدارِ الٰہی کی] نفی بیان نہیں کی، اگر آپ کے پاس کوئی حدیثِ مرفوع ہوتی تو آپ اسے ضرور ذکر فرماتیں، [یہاں] اُمُّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ذکر کردہ آیت کے ظاہر سے حاصل والے استنباط و اجتہاد پر اعتماد کیا ہے۔ (عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، جزء 28 ص 295 مکتبۃ الشاملۃ)

☆ ...... قولِ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم، قولِ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بڑا ہے:۔

سابقہ سطور سے جب یہ معلوم ہو چکا کہ مذکورہ جملہ، حدیثِ نبوی نہیں بلکہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اپنا قول ہے، تو ساتھ ہی یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ اُمُّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قول کے مقابلے میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا قول رؤیتِ باری کے حق میں وارد ہوا ہے، اور اصول یہ ہے کہ جب قولِ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مقابلے میں کسی صحابی کا قول ہو تو بالاتفاق فوقیت قولِ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ہی ہوگی، اس لئے کہ قولِ رسول قولِ صحابی سے بڑا ہے، چنانچہ

شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

عن المروزی قلت لاحمدانھم یقولون: ان عائشۃ قالت: من زعم ان محمدارای ربہ فقد اعظم علی اللہ الفریۃ) فبای شیء یدفع قولھا؟ قال بقول النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم رأیت ربی قول النبی اکبر من قولھا

یعنی: امام مروزی کہتے ہیں کہ: ...... میں نے امام اَحمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی

:لوگ کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ فرمایا کرتی تھیں: جس نے یہ کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا تو اس نے اللہ پر بہت بڑا بہتان باندھا.....تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس قول کا کیا جواب دیا جائے گا؟.....تو آپ نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فرمان "**رَأَیتُ رَبّی**" (یعنی: میں نے اپنے رب کو دیکھا ہے) کے ساتھ، سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قول کا جواب دیا جائے گا اور "**نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا قول سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قول سے بڑا ہے**"۔(فتح الباری ، ج9ص5653مکتبۃ العصریہ ، بیروت)

☆.....اَحادیثِ مرفوعہ سے دیدارِ الٰہی کا ثبوت:۔

مسند احمد میں، امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحیح سند کے ساتھ اس حدیثِ پاک کو ذکر کیا: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **رَأَیتُ رَبّی تَبَارَکَ وَتَعَالٰی** "یعنی میں نے اپنے رب تبارک وتعالیٰ کو دیکھا ہے"۔

(مسند امام احمد بن حنبل ، جزء1 ص285.....سنن الترمذی، کتاب التفسیر، سورۃ ص، جزء5 ص365 مکتبہ شاملہ)

صحیح مسلم شریف میں ہے:

عن عبداللہ بن شقیق قال قلت لابی ذرلورأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لسألتہ فقال عن ای شیء کنت تسألہ قال کنت اسألہ ھل رأیت ربک ؟قال ابو ذر قد سألت فقال رأیت نورا......

یعنی: حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: کہ میں نے ایک مرتبہ ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی: کہ اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت کرتا تو ضرور میں آپ سے

سوال کرتا......سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے استفسار فرمایا: کہ تم کس چیز کے بارے میں سوال کرتے؟......آپ نے عرض کی کہ میں پوچھتا: کہ (اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟......تو سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یقین کیجئے میں یہ سوال رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کر چکا ہوں، آپ نے اس سوال کے جواب میں فرمایا تھا کہ **"میں نے نور دیکھا ہے۔"** (صحیح مسلم، جزء1 ص111، رقم: 462 مکتبہ شاملہ)

مسند احمد میں حدیثِ ابوذر ان الفاظ میں ہے:

فَأَنِّي قَدْسَأَلْتُهُ فَقَالَ" قَدْ رَأَيْتُهُ" نُوْرٌ اَنّٰی اَرَاهُ

یعنی: حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم سے دیدارِ الٰہی کے بارے سوال کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا **"یقیناً میں نے اللہ کو دیکھا ہے"** وہ نور ہی نور ہے جہاں سے بھی میں نے اسے دیکھا۔

(مسند امام احمد بن حنبل، جزء5 ص147 مکتبہ شاملہ)

صحیح مسلم، مسند احمد وغیرہ میں ہے:

عن ابی ذر قال سألت رسول الله هل رأيت ربک؟ قال: "نُوْرٌ اَنّٰی اَرَاهُ"......عَلٰی طَرِيْقِ الْاِيْجَابِ

حضرتِ ابوذر غفاری رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے، آپ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم سے سوال کیا کہ کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "میں نے اسے جہاں سے بھی دیکھا، وہ نور ہی نور ہے"......(صحیح مسلم، جزء1 ص111، رقم: 461......مسند احمد بن حنبل، جزء5 ص157 مکتبہ شاملہ)

نُوْرٌ اَنّٰی اَرَاہُ کی تحقیق:۔

راقم الحروف نے مندرجہ بالا حدیث میں "نُوْرٌ اَنّٰی اَرَاہُ" کا ترجمہ ان الفاظ میں کیا ہے "میں نے اسے جہاں سے بھی دیکھا، وہ نور ہی نور ہے"......جبکہ بعض حضرات نے روایتِ مذکورہ کو رؤیتِ باری کی نفی پر دلیل بنانے کے لئے "نُوْرٌ اَنّٰی اَرَاہُ" کا ترجمہ یوں کیا "وہ اللہ تو نور ہی نور ہے، میں اُسے کیسے دیکھ سکتا ہوں؟"......جن حضرات نے یہ ترجمہ کیا، اُن کا کہنا ہے کہ لفظِ "اَنّٰی" بمعنی کیسے، یہ حرفِ استفہام ہے، تو دراصل یہاں "استفہام علیٰ سبیل الانکار" ہے، چنانچہ ان کے نزدیک الفاظِ مذکورہ "اَنّٰی اَرَاہُ" میں رؤیت کا اِقرار نہیں بلکہ انکار کیا جارہا ہے کہ وہ نور ہی نور ہے اور میں نور کو نہیں دیکھ سکتا۔

ہم یہ کہتے ہیں کہ "نُوْرٌ اَنّٰی اَرَاہُ" کو استفہام علیٰ سبیل الانکار پر محمول کرنا چند وجوہ سے درست نہیں......[1] اَوّلاً، اس لئے کہ صحیح مسلم شریف میں، مذکورہ روایت کے فوراً بعد آنے والی حدیث میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دیدارِ الٰہی کو صراحۃً "رَأَیْتُ نُوْرًا" [یعنی میں نے خالقِ نور کو دیکھا ہے] کہہ کر بیان فرمایا ہے......[2] ثانیاً، مسند امام احمد بن حنبل کی روایت میں سوالِ صحابی کے جواب میں "**نُوْرٌ اَنّٰی اَرَاہُ**" سے پہلے یہ الفاظ مذکور ہیں [قَدْ رَأَیْتُہٗ۔ یعنی میں نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے]......یوں ہی مسند احمد میں حضرتِ عفان کے طریق میں "قَدْ رَأَیْتُہٗ" کے الفاظ مذکور ہیں......[3] ثالثاً، مسند احمد میں، امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "**نُوْرٌ اَنّٰی اَرَاہُ**" کے بعد "علیٰ طریق الایجاب" لکھ کر یہ واضح کر دیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم یہاں رؤیت کا اقرار فرما رہے ہیں......[4] رابعاً، علماء نے "**نُوْرٌ اَنّٰی اَرَاہُ**" کے مختلف معانی بیان کئے ہیں، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ "**نُوْرٌ اَنّٰی اَرَاہُ**" سے رؤیت کا انکار نہیں بلکہ اثبات ہوتا ہے، چنانچہ مرقاۃ

شرح مشکاۃ کی عبارت کی روشنی میں چند معانی ذکر کیے جاتے ہیں:

☆......بعض نسخوں میں یہ لفظ "**نُوَّرَانِیٌّ** " ہے، یعنی دوسرے نون کے زیر اور یا کی تشدید کے ساتھ، اس صورت میں اس کا معنی ہوگا "اللہ نورانی ہے، اور میں نے اسے دیکھا ہے"

☆......اسے ہمزہ اور نون کے کسرہ کے ساتھ "**نورٌ اِنّی اَرَاہُ**" بھی پڑھا گیا ہے، اس صورت میں مفہوم حدیث یہ ہوگا "اللہ خالق نور ہے، یقیناً میں نے اسے دیکھا ہے"

☆......علامہ طیبی کے مطابق "**نُورٌ اَنّٰی اَرَاہُ**" سے مراد "**نورُ حَیثُ اَرَاہُ**" ہے اس صورت میں حدیث کا معنی ہوگا "وہ نور ہی نور ہے جہاں سے بھی میں نے اسے دیکھا"

(ملخصا، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، جزء 16 ص269 مکتبہ شاملہ)

ہمارے نزدیک مختار یہی ہے کہ یہاں " اَنّٰی " حرفِ استفہام نہیں بلکہ اِسم مکان ہے، اور اس کا معنی یہ ہے کہ "میں نے اسے جہاں سے بھی دیکھا وہ نور ہی نور ہے"

مسند امام احمد بن حنبل میں مذکورہ بالا حدیث، کو حضرت عفان کی سند سے "**قَدْرَأَیْتُہٗ**" کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے یعنی: یقیناً میں نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے۔ (مسند احمد بن حنبل، جزء 5 ص147)

صحیح بخاری میں، حضرتِ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طویل حدیث کا ایک حصہ، دیدارِ الٰہی کی واضح دلیل ہے چنانچہ آپ نے فرمایا:

حَتّٰی جَاءَ سِدْرَۃُ الْمُنْتَھٰی وَدَنَا الْجَبَّارُ رَبُّ الْعِزَّۃ فَتَدَلّٰی حَتّٰی کَانَ مِنْہُ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی فَاَوْحَی اللّٰہُ اِلَیْہِ فِیْمَا یُوْحِی اللّٰہ خَمْسِیْنَ صَلٰوۃ عَلٰی اُمَّتِکَ کُل یَوْم وَ لَیْلَۃ

یعنی:......حتی کہ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم، سدرۃ المنتہی کے پاس آئے اور اللہ رب العزت جبار،

آپ کے قریب ہوا......اور پھر قریب ہوا...... یہاں تک کہ وہ آپ سے دو کمانوں کی مقدار رہ گیا، یا اس سے بھی زیادہ قریب، پھر اللہ تعالی جو آپ کی طرف وحی کرتا ہے اس نے آپ کی طرف وہ وحی کی، اور آپ کی امت پر دن اور رات میں پچاس نمازیں فرض کیں۔

(صحیح البخاری،باب قوله(وکلم الله موسی تکلیما، النساء :164، جزء6ص2729مکتبہ شاملة)

☆......صحابہ کرام علیہم الرضوان کا مؤقف:۔

شبِ معراج نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے دیدارِ الٰہی کے بارے میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کا شدید اختلاف رہا، چنانچہ بعض صحابہ دیدارِ الٰہی کے قائل نہیں تھے......جن میں سرفہرست، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما ہیں......جبکہ دوسری جانب کثیر صحابہ وتابعین وائمہ، رؤیتِ باری کے قائل تھے......جن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ، حضرتِ ابوذر غفاری رضی اللہ تعالی عنہ، حضرتِ انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ، حضرتِ عکرمہ رضی اللہ تعالی عنہ، حضرتِ حسن بصری رضی اللہ تعالی عنہ، حضرت محمد بن کعب القرظی رضی اللہ تعالی عنہ، حضرت ابو العالیہ الریاحی رضی اللہ تعالی عنہ، حضرتِ عطا ابن ابی رباح رضی اللہ تعالی عنہ، حضرتِ کعب الاحبار رضی اللہ تعالی عنہ، حضرتِ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالی عنہ، امام ابو الحسن اشعری رضی اللہ تعالی عنہ وغیرہ شامل ہیں۔

☆......حضرتِ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ کا مؤقف:۔

ترجمان القرآن، حبر الامۃ، کا لقب پانے والے، دعائے رسول کی برکت سے قرآن، حدیث اور فقہ کا زبردست فہم رکھنے والے، بچپن سے رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کا قربِ خاص پانے والے، سرکار صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے چچازاد بھائی ہونے کا شرف پانے والے، دینی مسائل میں صحابہ کرام کے مرجع، حضرتِ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ کا مؤقف یہی رہا کہ نبی کریم ﷺ

نے شبِ معراج اپنے سر کی آنکھوں سے اللہ تعالی کا دیدار کیا ہے، چنانچہ

اِمام طبرانی نے معجم میں......امام ہیثمی نے مجمع الزوائد میں سندِ صحیح کے ساتھ اس حدیث پاک کو ذکر کیا: **عَنِ ابْنِ عَبَّاس رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ ، قَالَ رَأٰی مُحَمَّد صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم رَبَّهٗ عَزَّوَجَلَ مَرَّتَیْنِ مَرَّةً بِبَصْرِهٖ وَمَرَّةً بِفُؤَادِهٖ**

یعنی: حضرتِ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے رب کو دو بار دیکھا ہے، ایک بار اپنے سر کی آنکھوں سے اور دوسری بار اپنے دل کی آنکھوں سے۔ (معجم الکبیر، جزء12 ص90......مجمع الزوائد ، جزء1 ص250 باب فی الرؤیة مکتبه شامله)

امام حاکم نے مستدرک میں، اور امام ابن حبان نے صحیح ابن احبان میں اسے ذکر فرمایا:

عَنِ ابْنِ عَبَّاس قَدْ رَأٰی مُحَمَّد رَبَّهٗ

یعنی: حضرتِ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ یقیناً محمد صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔

(السمتدرك علی الصحیحین، جزء1 ص40......صحیح ابن حبان، جزء1 ص253 مکتبه شامله)

حضرت علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں:

یعنی: حضرتِ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: **اِنَّ اللّٰهَ اخْتَصَّ مُوْسٰی بِالْكَلَامِ وَ اِبْرَاهِیْمَ بِالْخلَّةِ وَ مُحَمَّدا بِالرُّؤْیَةِ**......

یعنی: اللہ تعالی نے موسیٰ علیہ السلام کو کلام کے ساتھ خاص کیا، ابراہیم علیہ السلام کو خلت کے ساتھ خاص کیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رؤیت یعنی دیدار کے ساتھ خاص کیا ہے۔

وَحُجَّته قوله تعالی......اور آپ کی دلیل اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے:

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی ○ اَفَتُمَارُوْنَهٗ عَلٰی مَا یَرٰی ○ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی

O(النجم، 53:11 تا 13)

یعنی: (اُن کے) دل نے اُس کے خلاف نہیں جانا جو (اُن کی) آنکھوں نے دیکھا......کیا تم ان سے اِس پر جھگڑتے ہو کہ جوانہوں نے دیکھا...... اور بیشک انہوں نے تو اُس (جلوہ حق) کو دوسری مرتبہ (پھر) دیکھا (اورتم ایک بار دیکھنے پر ہی جھگڑ رہے ہو)

(الشفاء بتعریف المصطفی ، جزء1 ص152 مکتبہ شاملہ)

علامہ قرطبی لکھتے ہیں:

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِث اِجْتَمَعَ ابْنُ عَبَّاس وَ اُبَی ابْن کَعب فَقَالَ ابْنُ عَبَّاس أما نَحْنُ بَنُو هَاشِمٍ فَنقُوْلُ انَّ مُحَمَّدا رَاٰی رَبَّهٗ مَرَّتَیْنِ ثُمَّ قَالَ ابْنُ عَبَّاس اَتَعْجَبُوْنَ اَنَّ الخُلَّةَ تَكُوْن لِاِبْرَاهِیْم وَالْكَلامُ لِمُوْسٰی وَالرُّؤْیَةُ لِمُحَمَّد صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم وَعَلَیْهِم اَجْمَعِیْنَ قَالَ فَكَبَّرَ كَعْب حَتّٰی جَاوَبَتْهُ الْجِبَالُ.

عبد اللہ بن حارث کی ،حضرت ابن عباس اور ابن کعب سے ملاقات ہوئی تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم بنی ہاشم تو کہتے ہیں کہ بے شک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دوبار دیکھا ہے، پھر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تمہیں اس پر تعجب ہے کہ خلّت (دوستی) ابراہیم علیہ السلام کے لئے ،کلام موسیٰ علیہ السلام کے لئے اور دیدارِ الٰہی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ثابت ہے، اس پر حضرت کعب نے اللہ اکبر کہا یہاں تک کہ پہاڑ گونج اٹھے"۔(الجامع لأحکام القرآن، 7:56)

سنن نسائی میں ہے:

عَنْ عِكْرَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاس قَالَ اَتَعْجَبُوْنَ اَنْ تَكُوْنَ الخلَّةَ لِاِبْرَاهِیْمَ وَالْكَلَامُ لِمُوْسٰی وَالرُّؤْیَةُ لِمُحَمَّدصَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

حضرتِ عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے،حضرتِ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

کیا تم اس بات پر تعجب کرتے ہو کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو مقام خلت عطا ہوا اور موسیٰ علیہ السلام کو کلام کا شرف عطا ہوا (سنو) محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیدارِ باری تعالیٰ کا شرف حاصل ہوا ہے۔

(سنن النسائی ، جزء 6ص472سورۃ النجم مکتبہ شاملہ)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَرْقَم سَأَلَ ابْنُ عَبَّاس رَأٰی مُحَمَّد رَبَّهٗ ؟قَالَ : نَعَمْ .مَرَّتَيْنِ .

یعنی: سیدنا ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ کیا محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے رب کا دیدار کیا تھا؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں۔(نبی کریم ﷺ نے جاگتی آنکھوں سے) اپنے رب کا دومرتبہ دیدار کیا تھا۔(میزان الاعتدال ، جزء1ص171مکتبہ شاملہ)

☆......عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا مؤقف، مضبوط کیوں:۔

شارح مسلم، حضرت امام نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَاذا صحت الرِّوَاية عن ابن عباس فی اثبات الرؤية وجب المصير الی اثباتها فانها ليست مما يدرک بالعقل ويؤخذ بالظن وانما يتلقی بالسماع ولايستجيز احدٌ ان يظن بابن عباس انه تكلم فی هذه المسألة بالظن والاجتهاد وقد قال معمر بن راشد ذكر اختلاف عائشة وبن عباس ماعائشة عندنا باعلم من ابن عباس ثم ابن عباس اثبت شيئانفاه غيره والمثبت مقدمٌ علی النافی هذا كلام صاحب التحرير

جب حضرتِ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت، دیدارِ الٰہی کے ثبوت میں صحیح ثابت ہو چکیں، تو واجب ہے کہ دیدارِ باری تعالیٰ کے درست وصحیح ہونے کے مؤقف کی جانب مائل ہوا جائے، اس لئے کہ یہ مسئلہ عقل وظن سے اخذ کر کے بیان کیا جانے والا نہیں، بلکہ یہ محض (رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے) سماع سے ہی حاصل ہوسکتا ہے، چنانچہ کسی شخص کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ

حضرتِ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعلق یہ گمان کرے کہ آپ نے یہ مسئلہ عقل و قیاس سے بیان کیا ہے......اور تحقیق معمر بن راشد نے سیدہ عائشہ وعبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اختلاف کو ذکر کر کے کہا کہ ہمارے نزدیک سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ علم والی نہیں ہیں، پھر حضرتِ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک چیز کو ثابت کر رہے ہیں اور اُمُّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس کا انکار کر رہی ہیں، اور اصول یہ ہے کہ مُثْبِــتْ (یعنی ثابت کرنے والا) نَافِیْ (یعنی انکار کرنے والے) پر مقدم ہوتا ہے، یہ صاحبِ تحریر کا کلام ہے۔

(شرح النووی علی المسلم، جزء 3ص5مکتبہ شاملہ)

شرح صحیح مسلم میں ہے:

والاصل فی الباب حدیث ابن عباس حبر الامة والمرجوع الیه فی المعضلات وقد راجعه ابن عمر رضی الله تعالی عنهم فی هذه المسألة وراسله هل رأی محمد ربه فأخبرانه رأه

اور اس باب میں اصل، امت کے بڑے عالم، حضرتِ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے، اور حضرتِ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ ہیں کہ صحابہ کرام مشکل مسائل میں آپ ہی کی جانب رجوع کرتے تھے، چنانچہ حضرتِ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مسئلہ میں بھی آپ سے رجوع کیا، اور آپ کو ایک خط بھیجا (جس میں یہ سوال تھا کہ) کہ کیا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے، تو آپ نے انہیں یہ خبر دی کہ بے شک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے کو دیکھا ہے۔(شرح النووی علی مسلم کتاب الایمان،جزء3 ص5 مکتبہ شاملہ)

☆......اقوالِ صحابہ وتابعین وائمہ سے رؤیتِ باری کا ثبوت:۔

مسند بزاز میں ہے:

عن قتادة عن انس قال ان محمدا صلى الله تعالى عليه واله وسلم رأى ربه تبارک وتعالى

حضرتِ قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یقیناً محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے رب تعالیٰ کو دیکھا ہے۔(مسند بزاز، جزء2ص338)

امام قرطبی لکھتے ہیں:

ان مروان سأل ابا هريرة ،هل رأى محمد ربه؟ فقال نعم

بلاشبہ مروان نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ کیا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ تو آپ نے فرمایا''ہاں''

(الجامع لاحکام القرآن، جزء 7ص 56مکتبہ شاملہ)

الشریعۃ للآجری میں ہے:

عن عبادبن منصورقال سمعت عكرمة وسئل هل رأى محمدصلى الله عليه واله وسلم ربه عزوجل قال نعم فمازال يقول رآه حتى انقطع نفسه

حضرت عباد بن منصور سے مروی ہے،فرماتے ہیں میں نے حضرت عکرمہ سے سنا جب آپ سے سوال کیا گیا کہ کیا محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ تو آپ نے فرمایا ہاں پھر آپ یہ بات مسلسل فرماتے رہے''آپ نے اپنے رب کو دیکھا، دیکھا، دیکھا یہاں تک کہ آپ کی سانس ٹوٹ گئی۔(الشریعۃ للآجری،جزء3ص144)

شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

كان الحسن يحلف بالله ان محمد اصلى الله عليه واله وسلم قدرأى ربه عزوجل

امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ، اللہ کی قسم کھا کر فرمایا کرتے تھے کہ یقیناً محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے رب کو عزوجل کو دیکھا ہے۔

(اخبار اصبہان، جزء7ص5مکتبہ شاملہ......عمدۃ القاری، ج19ص285دارالکتب العلمیہ بیروت)

الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ میں ہے:

عن احمد بن حنبل انه قال انا اقول بحديث بن عباس: بعينه رآه رآه حتى انقطع نفسه

امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کا قائل ہوں، (آپ فرماتے تھے کہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے سر کی آنکھوں سے اپنے اللہ کو دیکھا ہے دیکھا ہے یہاں تک کہ آپ کی سانس ٹوٹ جاتی۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ جزء1ص197مکتبہ شاملہ)

☆......**سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول، یہاں دلیل کیوں نہیں بن سکتا:۔**

کتبِ شروحات وسیر کے مطابق، صحابہ کرام علیہم الرضوان کی جماعتِ کثیرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے رؤیتِ باری کی قائل تھی، یہی وجہ ہے کہ جب سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انکارِ رؤیت فرمایا تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اس مؤقف سے اختلاف کیا، چنانچہ علماءِ اسلام فرماتے ہیں کہ جب کسی صحابی کے قول سے دیگر صحابہ کو اختلاف ہو تو وہ قولِ صحابی حجت و دلیل نہیں بن سکتا،
اس مسئلہ میں چونکہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مؤقف سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

کو اختلافِ شدیدہ تھا، اس لئے یہ قول انکارِ رویت پر دلیل نہیں بن سکتا، جیسا کہ

شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں:

قد خالفها غيرها من الصحابة والصحابى اذا قال قولا وخالفه غيره منهم لم يكن ذالک القول حجة اتفاقا وقد خالف عائشة ابن عباس

یعنی: صحابہ کرام علیہم الرضوان نے آپ [یعنی اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالٰی عنہا] کی مخالفت کی ہے، اور [اصول یہ ہے کہ] جب صحابی کوئی بات کہے اور دیگر صحابہ ان کی مخالفت کریں تو بالاتفاق ان صحابی کا قول دلیل و حجت نہیں ہوتا اور [اس مسئلہ میں] اُمُّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی حضرتِ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ نے مخالقت کی ہے۔

☆......دیدارِ الٰہی پر علماء کا اجماع:۔

شارح صحیح مسلم، امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں دیدارِ الٰہی پر انتہائی عمدہ و نفیس بحث کرتے ہوئے بہت سی احادیث کی بنیاد پر سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حدیث کی تائید فرمائی، اور آخر میں دیدارِ الٰہی کے حق ہونے پر اجماع کو بھی ثابت فرمایا: چنانچہ آپ نے فرمایا:

ان الراجح عند اكثر العلماء ان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم راى ربه بعينى راسه ليلة الاسراء

یعنی: یقیناً اکثر علماء کے نزدیک راجح یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے شبِ معراج اپنے سر کی آنکھوں سے اللہ تعالٰی کا دیدار کیا۔ (شرح النووی علی المسلم، جزء3ص5مکتبۃ الشاملۃ)

☆......سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا استدلال:۔

اب اُمُّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی جانب سے بطور دلائل ذکر کی جانے والی آیات کے معانی و مفاہیم پر روشنی ڈالتے ہیں...... اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالٰی عنہا نے اپنے مؤقف

کے ثبوت میں دو آیات ذکر فرمائیں ہیں:

نمبر [1]......لَاتُدْرِکُهُ الْاَبْصَار وَهُوَيُدْرِکُ الْاَبْصَارَ وَهُوَاللَّطِيْفُ الْخَبِيْر
آنکھیں اس کا ''ادراک''(یعنی احاطہ) نہیں کرسکتیں اور سب آنکھیں اسی کے احاطے میں ہیں، وہی ہے پورا باطن پورا خبردار ہے......[انعام:103]......

نمبر[2]......وَمَاكَانَ لِبَشَر اَن يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ وَحْياًاَوْ مِن وَّرَاء حِجَاب
کسی بشر کی یہ شان نہیں کہ اللہ تعالی اس سے کلام فرمائے مگر یہ کہ وحی کے ذریعے یا پردۂ عظمت کے پیچھے سے[شوری:51

[

☆......اُمُّ المؤمنین رضی اللہ تعالی عنہا کی پہلی دلیل پر کلام:۔

لَاتُدْرِکُهُ الابْصَار(یعنی: آنکھیں اُس کا اِدراک نہیں کرسکتیں)......مفسرین نے آیت مذکورہ کے بنیادی طور پر دو معانی ذکر کیے ہیں......[] آنکھیں اللہ تعالی کا احاطہ نہیں کرسکتیں، یعنی اللہ تعالی کو مکمل طور پر نہیں دیکھ سکتیں......[] آنکھیں دنیا میں اللہ تعالی کو نہیں دیکھ سکتیں۔

مذکورہ دونوں معانی میں سے کوئی بھی معنی، نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی رؤیت کی نفی پر دلیل نہیں بن سکتا، چنانچہ ترتیب وار دونوں تفاسیر کی وضاحت کی جاتی ہے:۔

آیتِ مذکورہ کی پہلی تفسیر:۔

کثیر مفسرین کے مطابق، ذکر کردہ آیت میں موجود لفظِ اِدراک سے اِحاطہ یعنی کسی چیز کو گھیرنا اور حد بندی کرنا مراد ہے، چنانچہ تفسیر قرطبی میں ہے:اَلاِدْرَاکُ بِمَعْنَى الْاِحَاطَةِ وَالتَّحْدِيْدِ كَمَا تُدْرَکُ سَائِرُ الْمَخْلُوْقَاتُ وَالرُّؤْيَةُ ثَابِتَة.

یعنی:ادراک''احاطہ اور حد بندی'' کے معنی میں ہے، جیسے مخلوقات کا ادراک کیا جاتا ہے،

اور (اللہ تعالیٰ کو) دیکھنا ثابت ہے۔(الجامع لأحکام القران، 7: 54، دار الشعیب القاهره)

مذکورہ معنیٰ کے مطابق، آیت کا مفہوم یہ ہوا کہ آنکھیں اللہ تعالیٰ کا احاطہ نہیں کر سکتیں یعنی اسے مکمل طور پر نہیں دیکھ سکتیں...... مفہومِ مذکورہ کے مطابق آیتِ کریمہ سے رؤیت کی فقط ایک قسم کی نفی ہوتی ہے اور وہ رؤیت بالاحاطہ، اس سے بلا احاطہ رؤیت کی نفی کسی صورت نہیں ہوتی، چنانچہ

امام المفسرین، امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

المرئی إذا كان له حد ونهاية و أدركه البصر بجميع حدوده و جوانبه ونهاياته صار كأن ذلك الابصار أحاط به فتسمى هذه الرؤية إدراكاً أما إذا لم يحط البصر بجوانب المرئی لم تسم تلك الرؤية إدراكاً فالحاصل أن الرؤية جنس تحتها نوعان رؤية مع الاحاطة و رؤية لا مع الاحاطة و الرؤية مع الاحاطه هی المسماة بالادراک فنفی الادراک یفید نوع واحد من نوعی الرؤية و نفی النوع لا يوجب نفی الجنس فلم يلزم من نفی الادراک عن الله تعالى نفی الرؤية عن الله تعالى.

"دیکھے جانے والی چیز کی جب حد اور انتہاء ہو اور دیکھنے والی نظر تمام حدود، اطراف اور انتہاؤں کو گھیر لے تو گویا اس نظر نے اس چیز کو گھیر لیا، اس دیکھنے کو ادراک کہا جاتا ہے، لیکن جب نظر دیکھی جانے والی چیز کے اطراف کا احاطہ نہ کرے تو اس دیکھنے کا نام ادراک نہیں ہوتا۔ خلاصہ یہ ہے کہ دیکھنا، ایک جنس، جس کے نیچے دو انواع ہیں، ایک دیکھنا احاطے کے ساتھ اور دوسرا دیکھنا بلا احاطہ کئے صرف احاطے والے دیکھنے کو ادراک کہا جاتا ہے" **پس ادراک کی نفی سے دیکھنے کی ایک قسم کی نفی ثابت ہوئی اور ایک نوع کی نفی سے جنس کی نفی نہیں ہوتی، پس اللہ کے ادراک کی نفی سے اللہ کے دیکھنے کی نفی لازم نہیں آتی۔**" (رازی، التفسیر الکبیر، 13:104)

تفسیر مذکورہ سے معلوم ہوا کہ "لاتــدر کــه الابــصــار "میں مطلقاً رؤیت کا انکار نہیں بلکہ احاطے کے ساتھ انکارِ رؤیت ہے، یہی وجہ ہے کہ جب اکابر صحابہ و تابعین و ائمہ کے سامنے "لاتــدر کـــه الابـــصـــار" کو نفی رؤیت کی دلیل بنایا جاتا تو ان کی جانب سے اس کا بدلائل رَدّ نظر آتا، چنانچہ

امام ترمذی نے حکم بن ابی ابان کے طریق سے تخریج کیا:

عـن عـكـرمة عـن ابـن عبـاس قـال رأى مـحـمـد ربه قلت أليـس الله يقول لاتـدر كـه الابـصـار قـال ويحـك ذاک اذا تجلى بنوره الذى هو نوره وقد رأى ربه مرتين.

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا کہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے......میں (یعنی حضرتِ عکرمہ رضی اللہ تعالی عنہ) نے عرض کی کہ: کیا اللہ تعالی "لاتدر که الابصار "[آنکھیں اس کا احاطہ نہیں کرسکتیں] نہیں فرماتا؟......تو آپ نے فرمایا: تجھ پر افسوس ہے...... یہ اس وقت ہے کہ جب اللہ تعالی اپنے اس نور کے ساتھ تجلی فرمائے جو اس کا نور ہے اور یقیناً آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے رب کو دو مرتبہ دیکھا ہے۔(عمدة القاری شرح صحیح بخاری، جزء 28ص295 مکتبة الشاملة)

الشریعۃ للآجری میں ہے:

عـن عـكـرمة عن ابن عباس رضى الله تعالى عنه ، ولقد رآه نزلة اخرى، ان الـنبـى صـلـى الله عليه واله وسلم رأى ربه عزجل فقال رجل عند ذالک اليس قال الله عزوجل لاتدر كه الابصار وهويدرک الابصارفقال له عكرمةاليس ترى السماء

؟قال بلی ،قال او کلها تراھا؟

حضرتِ عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ،حضرتِ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے "ولقد رآہ نزلۃ اخری "کے بارے میں فرمایا کہ: یقیناً نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا ہے......تو آپ کے پاس موجود ایک شخص نے کہا: کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا" کہ کوئی آنکھ اس کا احاطہ نہیں کرسکتی، اور اس کے احاطے میں سب آنکھیں ہیں" تو حضرت عکرمہ نے اسے فرمایا کہ: کیا تو آسمان کو نہیں دیکھتا؟......اس نے کہا ہاں کیوں نہیں! تو آپ نے فرمایا: کیا تو نے پورا کا پورا آسمان دیکھ لیا؟ (یعنی آسمان کہ بظاہر اس کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا، جیسے اسے دیکھا جاسکتا ہے، بلاتشبیہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو بھی بلا احاطہ دیکھنا ممکن ہے)(الشریعۃ للآجری،جزء2ص199مکتبہ شاملہ)

آیتِ مذکورہ کی دوسری تفسیر:۔

لفظِ ادراک سے اگر"رؤیت یعنی دیکھنا" مراد ہو تو بھی اس سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی رؤیت کی نفی نہیں کی جاسکتی، اس لئے کہ دنیا میں "رؤیتِ باری" نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خصوصیت میں سے ہے، چنانچہ حضرتِ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے:

:اِنَّ اللّٰہَ اخْتَصَّ مُوْسیٰ بِالْکَلَامِ وَ اِبْرَاھِیْمَ بِالْخُلَّۃِ وَ مُحَمَّدا بِالرُّؤْیَۃِ......

یعنی: اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو کلام کے ساتھ خاص کیا، ابراہیم علیہ السلام کو خلت کے ساتھ خاص کیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رؤیت یعنی دیدار کے ساتھ خاص کیا ہے۔

وَ حُجَّتہ قولہ تعالی......اور آپ کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأٰی ۝ اَفَتُمٰرُوْنَہٗ عَلٰی مَا یَرٰی ۝ وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی ۝(النجم،53:11 تا 13)

یعنی: (اُن کے) دل نے اُس کے خلاف نہیں جانا جو (اُن کی) آنکھوں نے دیکھا......کیا تم

ان سے اِس پر جھگڑتے ہو کہ جوانہوں نے دیکھا...... اور بیشک انہوں نے تو اُس (جلوہ حق) کو دوسری مرتبہ (پھر) دیکھا (اور تم ایک بار دیکھنے پر ہی جھگڑ رہے ہو)

(الشفاء بتعريف المصطفى ، جزء1ص152مكتبه شامله)

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

معناه أنه لا تدركه جميع الأبصار فوجب أن يفيد أنه تدركه بعض الابصار.

''آیت کا معنی یہ ہے کہ تمام آنکھیں اس کا ادراک نہیں کرتیں، اس کا فائدہ یہ ہے کہ بعض آنکھیں دیکھ سکتی ہیں۔'' [یہاں بعض آنکھوں کے دیکھنے سے نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کا دیکھنا مراد ہے] (فخر الدین رازی، التفسیر الکبیر، 103:13، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

☆......اُمُّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دوسری دلیل پر کلام:۔

اُمُّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بطور دلیل جو دوسری آیتِ کریمہ ذکر فرمائی ہے، وہ بھی نفی رویتِ باری کی دلیل نہیں بن سکتی، اس لئے کہ اس آیتِ کریمہ میں اللہ نے اپنے محبوب بندوں سے کلام کو تین صورتوں میں حصر کو ذکر فرمایا ہے، جس سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ کلام کے وقت اللہ کو نہیں دیکھا جاسکتا، چنانچہ علماء فرماتے ہیں کہ یہ ہوسکتا ہے کہ جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اللہ تعالی کا دیدار کیا ہو اس وقت کلام نہ ہوا ہو، شارح بخاری، علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے بھی بعینہ یہی بات ارشاد فرمائی، فرماتے ہیں:

وماكان لبشر الآية هي الآية الثانية التي استدلت بها عائشة على نفي الرؤية وجه الاستدلال به ان الله تعالى حصر تكليمه لغيره في ثلاثة اوجه وهي الوحي بأن يلقي في روعه مايشاء او يكلمه بغير واسطة من وراء الحجاب او يرسل اليه رسول فيبلغه عنه فيستلزم ذالك انتفاء الرؤية عنه

حالة التكلم واجابو عنه ان ذالک لایستلزم نفی الرؤیة مطلقا وغایة ما یقتضی نفی تکلیم اللہ علی غیر ھذا الاحوال الثلاثة فیجوز ان التکلیم لم یقع حالة الرؤیة

وماکان لبشر ...... یہ دوسری آیت ہے جس سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نفی رؤیت باری پر استدلال کیا ہے اور ان کے استدلال کی صورت یہ ہے کہ اللہ تعالی نے کسی سے کلام کرنے کا حصر تین صورتوں میں کیا ہے...... (1) **وحی**، اس طرح کہ اللہ تعالی نبی کے دل میں جو چاہے القاء فرمادے (2) **اللہ تعالی** پردے کی اوٹ سے بغیر واسطہ کے نبی سے کلام فرمائے...... (3) **نبی کی طرف** اپنا کوئی فرشتہ بھیج دے، جو اللہ کا کلام نبی علیہ السلام کو پہنچائے...... ان تین صورتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جس حالت میں اللہ کلام فرماتا ہے اس حالت میں اسے کوئی نہیں دیکھ سکتا...... علماء کرام نے اس کا جواب دیا ہے کہ اس سے مطلقا رؤیت باری کی نفی نہیں ہوتی، اس کا زیادہ سے زیادہ تقاضا یہ ہے کہ ان تین صورتوں کے علاوہ اللہ تعالی کلام نہیں فرماتا "**تو ہوسکتا ہے کہ جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اللہ تعالی کو دیکھا ہو، اس وقت اللہ نے آپ سے کلام نہ فرمایا ہو**" (عمدة القاری شرح صحیح البخاری، جزء28 ص297 مکتبة الشاملة)

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ اس آیتِ کریمہ میں کلامُ اللہ کے تین صورتوں کے ساتھ مقید ہونے کی بناء پر اس سے فقط "کلام کے وقت" رؤیت کی نفی ہوتی ہے، اس سے مطلقاً رؤیت کی نفی درست نہیں، چنانچہ ہم یہ کہتے ہیں ممکن ہے کہ جس وقت آپ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے اللہ کا دیدار کیا ہو اس وقت کلام نہ ہوا ہو۔

[2]وَمَنْ حَدَّثَکَ اَنَّهُ یَعْلَمُ مَافِیْ غَدفَقَدْ کَذِبَ

اور جو تم سے یہ کہے کہ وہ کل کی بات جانتے ہیں، تو اس نے جھوٹ کہا:

روایتِ مبحوثہ میں اُمُّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ دوسرا قول ہے جو متقاضی توضیح وتشریح ہے، سابقہ سطور میں یہ وضاحت کردی گئی تھی کہ یہ روایت، حدیثِ رسول نہیں، بلکہ قول ام المؤمنین ہے، اور قول ام المؤمنین کے مقابلے میں اگر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا قول ہو تو بالا تفاق نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قول کو فوقیت ہوگی، یہاں بھی بالکل ایسا ہی ہے، ایک جانب قول ام المؤمنین نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے "علم مستقبل" کا انکار ہے اور دوسری جانب خود نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے بے شمار امورِ مستقبل کو بیان فرمایا ہے، لہٰذا اصول کے مطابق یہاں بھی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قول کو فوقیت ہوگی، یہاں بطورِ دلائل چند احادیثِ مرفوعہ ذکر کی جارہی ہیں۔

نوٹ:۔ علم غیبِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر ان شاء اللہ مستقل کتاب تحریر کرنے کا ارادہ ہے، یہاں موضوع حدیث کے مطابق کلام کیا جائے، علم غیب پر مفصل دلائل کے لئے جاء الحق کا مطالعہ کیجئے۔

☆......احادیث مرفوعہ سے علمِ ما کان وما یکون کا ثبوت:۔

صحیح مسلم شریف میں حضرتِ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میدانِ بدر میں جنگ سے ایک دن پہلے ہی ہمیں کفار کی مقتل گاہیں دکھارہے تھے......آپ فرماتے تھے" ھذا مصرع فلان غدا ان شاء اللہ...... یعنی:"کل یہاں ان شاء اللہ فلاں کا قتل ہوگا"......حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے

ہیں اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے، جن مقامات کی نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے نشاندہی فرمائی کوئی مشرک اس جگہ سے آگے پیچھے نہیں ہوا۔

(صحیح مسلم ج2ص102 باب عرض مقعد المیت من الجنۃ والنار)

اب ایک جانب، اُمُّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ذکر کردہ روایت میں لفظِ "غد بمعنی آنے والا کل" ذکر کر کے علمِ مستقبل کا انکار فرمایا ہے...... جبکہ دوسری جانب...... مندرجہ بالا روایتِ صحیح مسلم میں خود مخبر صادق صلی اللہ علیہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے "لفظِ غد" کے ساتھ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو مستقبل کی خبر ارشاد فرمائی جو بعینہ صحیح ثابت ہوئی۔

صحیح بخاری میں، حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قام فینا النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم مقام فأخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اھل الجنۃ منازلھم واھل النار منازلھم حفظ ذالک من حفظہ ونسی من نسیہ

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہمارے درمیان ایک مقام پر کھڑے ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے **"مخلوق کی ابتداء سے لے کر جنتیوں کے جنت میں داخل ہونے اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے تک واقع ہونے والے تمام اُمور بیان فرمادیئے"** تو جس نے اسے یاد رکھا تو اس نے (بہت کچھ) یاد رکھا اور جس نے اسے بھلا دیا تو اس نے (بہت کچھ) بھلا دیا۔ (صحیح بخاری، جزء 3، ص1166، باب ما جا فی قول اللہ تعالی [وھو الذی یبدء الخلق ثم یعیدہ وھو اھون علیہ] الروم: 27)

مسلم شریف کی حدیث میں ہے:

عمرو بن اخطب. قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم الفجر. وصعد المنبر فخطبنا حتی حضرت الظھر فنزل فصلی ثم صعد

المنبر فخطبنا حتی حضرت العصر ثم نزل فصلی ثم صعد المنبر فخطبنا حتی غربت الشمس فاخبرنا بما کان وبما ھو کائن فأعلمنا احفظنا.

حضرتِ عمرو بن اخطب رضی اللہ عنہ راوی ہیں، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ہمیں نماز فجر پڑھائی اور منبر پر تشریف فرما ہو کر ہمیں خطبہ دینا شروع کیا یہاں تک کہ نماز ظہر کا وقت آ گیا، تو آپ منبر سے نیچے تشریف لائے اور نماز ادا فرمائی (بعدِ نماز) پھر آپ منبر پر تشریف فرمائے ہوئے اور ہمیں خطبہ دیا، یہاں تک کہ نماز عصر کا وقت آ گیا، پھر آپ نیچے تشریف لائے ،نماز ادا فرمائی اور پھر منبر پر تشریف فرما ہو کر ہمیں خطبہ دیا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا، **"تو آپ نے ہمیں ماضی اور مستقبل کے تمام اُمور کی خبریں ارشاد فرما دیں"** تو ہم میں زیادہ علم والا وہ ہے جو ہم میں ان امور کو زیادہ یاد رکھنے والا ہے۔

(مسلم ،جزء 8 ص73حدیث7449......صحیح ابن حبان ، جزء15ص9......مسند امام احمد بن حنبل ، جزء5 ص341مکتبہ شاملہ)

صحیح ابن حبان، مسند احمد، مجمع الزوائد وغیرہ میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **عرض علی ما ھو کائن من امر الدنیا و امر الآخرۃ......** یعنی: مجھ پر دنیا وآخرت کے وہ تمام امور پیش کر دیئے گئے **"جو ہونے والے ہیں"**۔

(صحیح ابن حبان ، جزء14ص393 ......مسند امام احمد بن حنبل، جزء 1ص4......مجمع الزوائد ،جزء10 ص679مکتبہ شاملہ)

امام ہیثمی نے مجمع الزوائد میں، امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے جامع الاحادیث اس حدیثِ پاک کو ذکر فرمایا:

ان اللـه قد رفع لی الدنیافانا انظر الیها والی ما هو کائن فیها الی یوم القیامة کانما انظر الی کفی هذه

بے شک اللہ نے میرے لئے زمین کو بلند کر دیا تو اس میں جو کچھ ہے اور قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے میں نے سب ایسے دیکھ لیا جیسے اپنی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔

(مجمع الزوائد ،جزء8 ص510...... جامع الاحادیث، جزء8ص55)

تفسیر روح البیان میں ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

قطرت فی حلقی قطرة علمت ماکان وماسیکون

میرے حلق میں ایک قطرہ ڈالا گیا تو مجھے ما کان وما یکون کا علم حاصل ہو گیا۔

(روح البیان ، جزء 3ص28مکتبہ شاملہ)

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کا استدلال:۔

اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: **وَمَا تَدْرِی نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا**...... اور کوئی جان نہیں جانتی کل کیا کمائے گی۔[لقمان:34]

اُمُّ المؤمنین رضی اللہ تعالی عنہا نے نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم سے "علم مستقبل" کے انکار پر مندرجہ بالا جس آیت کو دلیل بنایا ہے، وہ درحقیقت مؤولہ ہے، اس لئے کہ کثیر آیات قرآنیہ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے "علم ما کان وما یکون" پر دال ہیں، تو چونکہ آیاتِ قرآنیہ کے مابین تعارض وٹکراؤ محال ہے، لہذا ماننے پڑے گا کہ اس اور اس جیسی وہ آیات جن میں علم غیب کی نفی کی گئی ہے، ان میں علم ذاتی کی نفی مراد ہے، علم عطائی کی نہیں...... چنانچہ مذکورہ آیت کا تاویلی معنی یہ ہوگا کہ "اور کوئی جان اللہ کی عطا کے بغیر ذاتی طور پر نہیں جانتی کہ کل کیا کمائے گی۔

☆......آیاتِ قرآنیہ سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے "علم ما کان وما یکون" کا ثبوت:۔

☆......سورۂ نساء میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَعَلَّمَکَ مَالَمۡ تَکُنۡ تَعۡلَم

یعنی: اللہ نے آپ کو ان تمام چیزوں کا علم عطا فرما دیا جو آپ نہ جانتے تھے۔(النساء:113)

تفسیر طبری میں آیتِ مذکورہ کے تحت لکھا ہے:

من خبر الاولین والآخرین ، وماکان وما هو کائن

یعنی: اولین وآخرین کی خبریں اور جو کچھ ہو چکا اور جو ہونے والا ہے۔

(طبری ، جزء9ص200مکتبہ شاملہ)

صاحبِ **تفسیر آلوسی** مذکورہ آیت کی تفسیر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

من علم عواقب الخلق وعلم ماکان وما سیکون

یعنی مخلوق کے انجام کا علم اور ما کان وما یکون کا علم (اللہ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو عطا فرمادیا)(آلوسی ، جزء4ص249)

تفسیر جلالین میں ہے: **من الاحکام والغیب** ......یعنی احکامِ شرعیہ وعلمِ غیب۔

(جلالین جزء1ص121)

☆......سورۂ رحمٰن میں ارشادِ باری ہے:

خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ عَلَّمَهُ الۡبَيَان

اللہ نے انسان کو پیدا کیا اور اسے بیان سکھایا(رحمن:3۔4)

مذکورہ آیتِ قرآنی کی تفسیر کرتے ہوئے صاحبِ تفسیر خازن فرماتے ہیں:

وقیل اراد بالانسان محمدا (صلى الله عليه وسلم) علمه البيان يعنى بيان ما كان وما يكون لانه (ﷺ) ينبئ عن خبر الاولين والآخرين وعن يوم الدين .

یعنی: کہا گیا ہے کہ اس آیت میں انسان سے مراد محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں، اور علمہ البیان سے مراد ما کان وما یکون کا بیان ہے، اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اولین وآخرین اور قیامت کی خبریں بیان فرماتے ہیں۔ (خازن ،جزء 7ص2مکتبہ شاملہ)